ولتکن منکم اُمۃ یدعون الی الخیر ویأمرون
بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

اور ہو جائے تم میں سے ایک گروہ جو نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی
کا حکم کرے اور بدی سے منع کرے اور ایسے لوگ ہی مفلح ہوتے ہیں

رسالہ تشحیذ الاذھان قادیان

جلد ۳ | ایڈیٹر۔ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب | نمبر ۱۲

بابت ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ | فہرست مضامین | مطابق دسمبر ۱۹۰۸ء

غزل حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۴۸۵

حضرت مسیح موعود کا نوٹ ۴۸۶-۴۸۷
موت شیریں و مبارک

مسلمانوں کی کمزور حالت ۴۸۷-۴۹۰ (ایڈیٹر)

یسوع کی بھیڑیں ۴۹۰-۵۱۶ (ایڈیٹر)

دارالکتب احمدیہ۔ ٹائٹل (ب) (مینجر)

ضروری اپیل ٹائٹل پیج ج-د (مینجر)

باہتمام حافظ عبدالرحیم مینجر رسالہ تشحیذ الاذہان ۱۰- ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ ہجری المقدس
کو قادیان سے شائع ہوا

قیمت سالانہ عوام سے ۱؎ اور طلباء سے ۸؎ لیجاتی ہے۔

دار الکتب احمدیّہ

اس رسالہ کے ساتھ ہی دار الکتب احمدیہ قادیان دارالامان کا افتتاح ہو چکا ہے۔ جسکے لیئے مَیں احباب کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ میرے بزرگو! اور میرے دوستو! اگرچہ اس دار الکتب کا انتظام انجمن تشحیذ الاذہان کے ماتحت ہے اور اسکی موجودہ حالت بہت کمزور ہے۔ لیکن وہ دن بہت قریب ہیں۔ کہ یہ دار الکتب انشاء اللہ تعالیٰ ایک اعلیٰ پیمانہ پر پہنچ جائے گی۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لیئے خدائے تعالیٰ کے پیارے مرسل کی یادگار میں کھولی گئی ہے۔ اور میرا ایمان ہے۔ کہ یہ دار الکتب قوم کے لیئے ایک مفید چیز ثابت ہو گی۔ جو لوگ اپنے پڑھنے کیلیئے کتابیں مہیا نہیں کر سکتے وہ اس لائبریری میں جاکر علم حاصل کر سکیں گے۔ اس لیئے مَیں تمام احمدی جماعت کی خدمت میں باادب ملتمس ہوں کہ اس مقصد میں خاص طور پر ہماری مدد فرمائیں۔ والسلام

(مینجر)

الخطبہ۔ میرے ایک دوست قادیان کی ڈسپنسری میں ملازم ہیں۔ نیک اور نہایت خلیق ہیں۔ ذات کے ارائیں ہیں عمر قریباً بیس سال ہے۔ انکے لیئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ مزید تحقیقات کے لیئے میری معرفت خط و کتابت ہو۔

(خاکسار عبد الخالق کلرک میگزین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ غزل حضرتؑ کے کاغذات میں سے ملی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص جوش کے وقت بنائی ہے پھر اسکو مکمل نہیں کیا۔ بعض مصرعے ایسے ہیں جنکو یونہی چھوڑ دیا اور دوسرا مصرع اُنکے ساتھ نہیں لگایا اُنکو مَیں نے بیچ میں سے نکالدیا ہے اور جو شعر پورے تھے وہ احباب کے فائدہ کیلئے شائع کرتا ہوں (مرزا محمود احمدؐ)

غزل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

وہ دیکھتا ہے غیر وسی کیوں دل لگاتے ہو
جو کچھ بتوں میں پاتے ہو اُسمیں وہ کیا نہیں

سورج پہ غور کرکے نہ پائی وہ روشنی
جب چاند کو بھی دیکھا تو اُس یار سا نہیں

واحد ہے لاشریک ہے اور لازوال ہے
سب موت کا شکار ہیں اُسکو فنا نہیں

سب خیر ہے اسمیں کہ اُس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اُسی کو یارو بتوں میں وفا نہیں

اِس جائے پُرعذاب سے کیوں دل لگاتے ہیں
دوزخ ہے یہ مقام۔ یہ بستاں سرا نہیں

حضرت مسیح موعودؑ کا ذوق

مندرجہ ذیل نوٹ حضرت صاحب کی کاپی میں سے نقل کیا جاتا ہے
ایک ایک لفظ عشق احمدؐ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اگر مخالفین راستی سے کام
لیں تو یہ ایک نوٹ ہی آپ کی سچائی کے لیئے بیّن ثبوت ہے۔ مگر ضد اور
تعصب انسان کو اندھا کر دیتے ہیں۔ کیا ایک مفتری علی اللہ آنحضرتؐ کے عشق میں
اس طرح ڈوبا ہوا ہو سکتا ہے؟ خاصکر وہ لوگ جو آپ پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ
نعوذ باللہ نبی کریمؐ کو گالیاں دیتے تھے اسکو پڑھکر اپنے دلمیں شرم محسوس کریں۔
(مرزا محمود احمدؐ)

موت شیریں و مبارک

مَیں دیکھتا ہوں۔ کہ جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موت شیریں و
مبارک ہوئی ہے۔ اور کسی کی ایسی موت نہیں ہوئی۔ جیسے اسوقت آپ مبعوث
ہوئے۔ جب دنیا پر اندھیرا چھا رہا تھا ایسی ہی اسوقت وفات پائی۔ جبکہ توحید کا
جھنڈا قائم ہو گیا تھا۔ اور کافر اس بات سے ناامید ہو چکے تھے۔ کہ اسلام کو وہ
نابود کر سکیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیوم یئس الذین کفروا پس
درحقیقت یہی بہشتی موت ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا بھی آپکے
صدق نبوت پر ایک علامت ہے۔ اور وفات بھی صدق نبوت پر ایک علامت ہے۔

اور آپکی وفات بہشتی ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بقول عیسائیاں آسمانپر نامرادی کی حالت میں جانا ایک تلخ انجام ہے۔ کیا انہوں نے اسوقت محسوس نہیں کیا ہوگا۔ کہ مَیں ایسے وقت میں آسمانپر جاتا ہوں۔ کہ علاوہ یہود کے نہ درست کرنیکے بعض دوست میرے خود بگڑ گئے۔ مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ اس ناکامی کی موت سخت تلخ ہے۔ اور درحقیقت ایک عذاب ہے اور وہ آیت جو قرآن شریف میں ہے یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃً مرضیۃ۔ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے طور پر صادق آئی۔ کیونکہ آپنے فتوحات کاملہ کو دیکھ لیا۔ مگر کسی دوسرے پر ایسی صادق نہیں آئی

مسلمانوں کی کمزور حالت

آجکل مسلمانوں کی کچھ ایسی کمزور حالت ہے کہ دین و دنیا میں ذلیل ہوتے جاتے ہیں۔ باوجود اسکے کہ انکو خدا نے ایسا مضبوط اور کامل دین دیا تھا کہ اگر یہ اُسپر پکے رہتے تو ہر طرح اقبال اور نصرت ہی حاصل کرتے لیکن کوتاہی قسمت سے تمام دنیا کے مسلمان اُس پاک مذہب اسلام سے جو آنحضرت جیسا نبی لایا تھا بالکل غافل ہو گئے ہیں۔ اور امر و نواہی تک سے بیخبر ہیں۔ اسلام ایک ایسا پاک مذہب ہے کہ اسپر چلنے والے کسی ملک اور زمانہ میں کسی علم کے جاننے والے کے آگے شرمندہ نہیں ہو سکتے۔ دنیا کے جسقدر سچے علوم ہیں وہ سب اسلام کے مطابق ہیں اور خدا کا قانون قدرت

اسلام کے اصولوں کے برخلاف کبھی ... ہوا ہوتا۔ پہلے زمانہ میں جو تعلیم یا
کتابیں خدا کی طرف ... ہوئی تھیں وہ کسی خاص زمانہ اور قوم کے لیے
... ہیں۔ مگر اسلام تمام قوموں اور کل زمانوں کے لیے ہے اسکے اصول تبدیل
پذیر نہیں اور اسکے اوامر اور نواہی ہمیشہ ہمیشہ اور ہمیشہ کے لیے ہیں۔ جہاں کہیں
کسی خاص زمانہ میں کوئی خاص تبدیلی ہوئی ہوتی ہے وہاں خود ہی قرآن و حدیث
بتا دیتے ہیں جیسے کہ پانی نہ ہونیکے وقت تیمم اور بیماری کے وقت بیٹھکر نماز پڑھنا
اور سفر میں روزے کا ترک کر دینا۔ پس کسی شخص کا یہ کہنا کہ قرآن کی فلاں بات اب
حالاتِ زمانہ کے مطابق نہیں اس لیئے اسے ترک کر دینا یا اختیار کر لینا جائز ہے
بالکل دروغ اور جھوٹ ہے کیونکہ قرآن شریف کا نازل کرنیوالا وہ خدا ہے جو تمام
زمانوں کی حالتوں سے واقف اور عالم ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ غیر قومیں اگر اسلام
کی تعلیم پر اعتراض کریں تو کچھ حرج نہیں وہ تو مخالف ہی ہیں۔ خود مسلمان کیوں کر
یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ قرآن شریف کے بعض احکام اب حالاتِ زمانہ کے برخلاف
ہیں اس لیئے ہم اب جو چاہیں کریں۔ پایونیئر کے ۲۸۔ نومبر ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں
مجھے ایک مسلمان کہلانیوالے صاحب کا یہ مضمون دیکھکر بہت افسوس ہوا کہ
اصل بات جو مذہب کی ہے وہ تو اعتقادی حصہ ہے باقی رہا عملی حصہ سو وہ
زمانہ کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ اس لیئے قرآن شریف کے احکام پر عمل کرنا
ہمارے لیئے ضروری نہیں۔ جیسا کہ آجکل سود لینا جائز ہے۔ میں اسوقت سود کے
جواز یا ممانعت پر بحث کر کے جزئیات میں نہیں پڑنا چاہتا بلکہ اس اصل پر ایک نوٹ

لکھنا چاہتا ہوں کہ آیا قرآن شریف کے احکام تبدیل ہو سکتے ہیں؟ - سو میں راقم
مضمون مندرجہ پایونیئر کی بات کو بہت حقارت سے دیکھتا ہوں کیونکہ اس صورت
میں قرآن شریف پر یہ اعتراض آتا ہے کہ وہ انسانی کلام ہے خدائی نہیں - کیونکہ
خدا تو عالم الغیب ہے اُس نے ہر زمانہ کے حالات کے مطابق قوانین کیوں نہ اُتارے -
اور دوسری یہ بات ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا منشار تھا کہ یہ اُمت زمانہ کے حالات کے
مطابق جب چاہے اور قانون وضع کرے تو قرآن شریف کو ہر زمانہ اور ہر قوم کے
لیئے کیوں بھیجا - اور یہ کہنا کہ اصول میں تو کچھ تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لیئے قرآن
شریف پر کچھ اعتراض نہیں ہو سکتا ایک لغو بات ہے کیونکہ اصل اصول تو مذاہب کا
خدا کو واحد و قادر ماننا ہے سو یہ اور بہت سی قومیں مانتی ہیں اسلام کو خصوصیت
کیا ہے - اور اسلام کے بھیجنے کی ضرورت کیا پڑی اگر اس طرح عملیات کو چھوڑا جائے
تو مذہب تو ایک ڈھکوسلا بنجائے - ایک شخص کل اُٹھکر کہیگا کہ آجکل روزے رکھنے
حالات کے برخلاف ہیں دنیا تیرہ سو برس ترقی کر گئی ہے اس لیئے اب یہ حکم منسوخ ہے
دوسرا نماز کو فضول قرار دیگا تیسرا حج کو لغو اور چوتھا زکوٰۃ کو بیہودہ اس طرح اسلام ایک
بازیچۂ طفلان بنجائیگا - انسان کو چاہیئے کہ بات کہنے سے پہلے اُسکو سوچ لے -
قرآن کا ایک ایک نکتہ اٹل ہے اور ہر ایک زمانہ میں اُسپر عمل ہو سکتا ہے
اُسکا بھیجنے والا عالم الغیب ہے اور اُسنے چونکہ قرآن شریف پر عمل کرنا ہر زمانہ میں ضروری
قرار دیا ہے اس لیئے اسکا ایک ایک کلمہ ہر زمانہ کے مطابق ہے اور جہاں کہیں
خاص خصوصیت ہے وہاں اُس نے خود بتا دیا ہے - غرض مسلمانوں پر خدا کا

احسان ہے کہ وہ کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر کوئی خود اپنے آپ کو ذلیل کرے تو اسکا کیا علاج ہو سکتا ہے۔ (مرزا محمود احمد)

یسوع کی بھیڑیں

دنیا میں جہاں اور بہت سے فساد پڑے ہوئے ہیں ایک حق کی مخالفت بھی ہے۔ بہت ہیں کہ جنہیں اصلاح اور امن کا دعویٰ ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اُن کے پنجے درندوں سے بڑھکر تیز ہیں وہ انسان کی سی صورت رکھتے ہیں لیکن انکو دل انسانی خون کے پیاسے ہیں وہ اپنے اخلاق کو دنیا پر خوبصورت رنگ میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں لیکن انکی طبیعتیں خیالی بھوتوں اور پریتوں سے بھی زیادہ مکروہ ہیں انکی زبانیں کچھ اور کہتی ہیں اور انکے دل کچھ اور۔ وہ ایک ایسی مخلوق ہے جو بنی نوع انسان کے لیئے عار ہے اور وہ ایک ایسا وجود ہیں کہ جنکا ہونا اہل زمین کے لیئے قابل شرم ہے۔ صلح اور امن کا جھنڈا بظاہر انکے ہاتھوں میں ہے مگر انکی آستینوں میں خون آلودہ خنجر پوشیدہ ہیں۔ وہ دنیا کو ہدایت کے نام سے ضلالت کی طرف بلاتے ہیں۔ اور جنت کے بہانہ سے دوزخ میں دھکیلتے ہیں۔ اس گروہ میں سے سب سے زیادہ خونخوار اور بنی نوع انسان کی دشمن عیسائی پادریوں کی جماعت ہے۔ وہ کہلاتے تو یسوع کی بھیڑیں ہیں لیکن دراصل وہ بھیڑیئے ہیں۔ خود تو ایک ضعیف اور کمزور انسان کی غلامی میں پھنسے ہوئے ہیں لیکن چاہتے ہیں کہ تمام دنیا کو اُسی عذاب میں مبتلا کریں۔ کوتہ اندیش اتنا بھی تو نہیں سمجھتے کہ کیا

دنیا اُس شخص کو خدا مان لے؟ جسکے اپنے اقوال اُسکی مخالفت کرتے ہیں کیا وہ جو ناصرہ کی گلیوں میں دھکے کھاتا پھرا اس قابل ہے کہ دنیا کا بادشاہ مانا جائے کیا وہ جو یہودیوں کے ہاتھوں سے بے عزت کیا گیا اس قابل ہے کہ عزیز خدا کا لقب پائے اور کیا وہ جو باوجود سخت عاجزی اور منت سماجت کے سولی پر لٹکا دیا گیا اس بات کا مستحق ہے کہ اُسے مالک یوم الدین کہا جائے۔ اگر اور لوگ حماقت سے اُسکو خدا مان بھی لیں تو مسلمان ایسا نہیں کر سکتے اسلام کا خدا وہ خدا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا جو قادر ہے ہر ایک بات پر جو واحد ہے جسکا کوئی شریک نہیں جو منزّہ ہے تمام عیبوں سے جسکو علم ہے تمام بھیدوں کا جو دیکھنے والا ہے تمام چیزوں کا جسکے قبضہ میں تمام ذرات ہیں جو رب ہے تمام مخلوقات کا جو اول ہے جو آخر ہے۔ اور جو تمام نیک صفات سے متصف ہے۔ پس وہ کون بیوقوف ہوگا جو ایسے خدا کو چھوڑ کر اُس خدا کو مانے جو خود کہتا ہے کہ مجھے سر چھپانے کے لیئے جگہ نہیں ملتی۔ مگر تعجب ہے کہ عیسائی باوجود اس کمزوری کے ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپیہ اُس خدا کے منوانے کے لیئے خرچ کر دیتے ہیں۔ وہ شخص جسکو ہر روز شام کے کھانے کی فکر رہتی تھی آج اُسکو خدا منوانیکے لیئے اسقدر روپیہ برباد کیا جاتا ہے۔ اور پادری لوگ باوجود درندہ طبع ہونیکے بے سمجھ لوگوں کو اپنی میٹھی زبانوں سے پھسلا رہے ہیں لیکن انکا یہ سیکڑوں سالوں کا نفاق آخر حضرت مسیح کے زمانہ میں آکر کھل ہی گیا۔ عیسائیت کا قصر عالیشان جو دور سے دیکھنے والوں کو

جنت کا نمونہ نظر آتا تھا اور جسکے اندر سوائے سانپوں اور بچھوؤں کے اور
کچھ نہ تھا اُس خدا کے برگزیدہ کے ہاتھوں سے زمین پر گرایا گیا اور ایسا گرا کہ غیر
قومیں تو الگ خود عیسائی لوگ ہی اپنے مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں عیسائی
سلطنتیں تو مدتوں پہلے سے اس جَو فروش گندم نما مذہب کو سلام کہہ چکی تھیں
اور فلاسفروں نے اسے عقل و فہم کے بالکل برخلاف قرار دیدیا تھا اب خود عوام
بھی جو پادریوں کے ہاتھوں میں پتلیوں کی طرح تھے اس سے بیزار ہونے لگے ہیں
چنانچہ یورپ و امریکہ میں ہر سال ہزاروں بلکہ لاکھوں عیسائیت کو چھوڑ کر دہریت
کی طرف جا رہے ہیں اور کچھ تو اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ اُنکا کام سوائے یسوع کو
گالیاں دینے کے اور کچھ رہا ہی نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ پادری صاحبان
کو حضرت مسیح کے نام تک سے دشمنی ہے وہ جو مسیح کے پہلے ظہور میں اُسکو خدا کا درجہ دیتے
ہیں اُسکے دوسرے ظہور میں اُسکے خون کے پیاسے ہو گئے اور اُسکے سلسلہ
کی مخالفت کو اپنا جزو مذہبی سمجھتے ہیں۔ جب کوئی موقعہ ملا انہوں نے ہاتھ پیر
مارے کہ کسطرح اُس خدا کے برگزیدہ کو نقصان پہنچائیں۔ لیکن جہاں خدا کی مدد
ساتھ ہو وہاں انسان کیا بگاڑ پیدا کر سکتا ہے آخر جب کچھ بنتا نہ دیکھا تو خون کا
جھوٹا مقدمہ بھی دائر کر دیا مگر نتیجہ پہلے کی طرح وہی ناکامی اور نامرادی۔ کچھ شرم
اور حیا ہوتی تو اُسکے بعد خاموش رہتے مگر جنکا اُس کوچہ میں گذر ہی نہ ہوا ہو وہ
کیا جانیں کہ شرم کیا چیز ہے اور حیا کسے کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی
وفات پر تو جو خوشی ظاہر کی گئی وہ تو سب پر ظاہر ہے اب پیغام صلح جیسے

مبارک پیغام پر بھی ناجائز حملہ کرتے ہوئے نہیں رُکے۔ چنانچہ لاہور کا رسالہ
تجلی جو مذہبی سوسائٹی کی طرف سے دنیا میں ظلمت پھیلانیکے لیئے ماہوار
شائع ہوتا ہے اُسمیں ایک صاحب اکبر مسیح نے جنکو اس سلسلہ سے خاص
بُغض ہے پیغام صلح کی نسبت بہت کچھ زہر اُگلا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ
کو نعوذ باللہ فسادی قرار دیکر یسوع کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے کہ وہ
صلح کا شہزادہ تھا اور اُسنے دشمن کا لفظ ہی لغت سے کاٹدیا ہے اور محبت
کو دنیا میں عام کردیا ہے۔ اور دشمنوں تک سے نیک سلوک کا حکم دیا ہے مگر
افسوس کہ اتنا نہیں سوچا کہ متی کی انجیل میں جو سب سے پہلی انجیل ہے خود
یسوع نے کیا لکھا ہے۔ دیکھو باب ۱۰ آیت ۳۵ میں ہے "یہ مت سمجھو کہ
مَیں صلح کروانے آیا ہوں۔ صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانیکو آیا ہوں۔ کیونکہ
مَیں آیا ہوں کہ مرد کو اُسکے باپ اور بیٹی کو اُسکی ماں اور بہو کو اُسکی ساس سے
جدا کروں۔ اور آدمی کے دشمن اُسکے گھر ہی کے لوگ ہونگے"۔ وہی بات ہے
کہ مدعی سُست گواہ چست خود یسوع تو دنیا میں خون کی ندیاں بہانیکا دعویٰ
کرتا ہے اور اُسکی بلی کے پنجوں والی اُمت صلح اور امن کا دعویٰ کرتی ہے۔
یسوع کہتا ہے کہ مَیں صلح کا شہزادہ نہیں بلکہ جنگوں کا بانی ہوں۔ وہ اس بات
کی خبر دیتا ہے کہ میری وجہ سے دنیا میں تلوار چلے گی اور باپ سے بیٹا اور بیٹی ماں
جدا ہو جائیگی کیا یہی صلح کی تعلیم ہے کیا اسپر عیسائی پادری ناز کرتے ہیں
کیا تلوار چلنے کا نام صلح ہے کیا رشتہ داروں کی جدائی اور آپس میں نفاق کا

خیروں کے لیئے اُس سے کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ پھر اسکے علاوہ ہم دیکھتے ہیں
کہ یسوع نے اپنے حواریوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تلواریں خریدیں چنانچہ کہتا ہے
کہ "اب جسکے پاس بٹوہ ہو لیوے اور اُسی طرح جھولی بھی اور جس کے پاس
نہیں اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے" (لوقا باب ۲۲ آیت ۳۶) کیا یہ تلواریں
صلح کرانیکے لیئے خریدی گئی تھیں۔ مسیح کے پہلے کلام سے اس کلام کو ملا کر
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا منشا لڑائی کا تھا نہ کہ صلح کا کیونکہ ایک موقعہ پر
تو وہ کہتا ہے کہ مَیں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں دوسرے
موقعہ پر وہ حواریوں کو تلواریں خریدنیکا حکم دیتا ہے۔ اور ایک تیسرے
موقعہ پر اُس نے یہ بھی کہا ہے کہ میرے بارہ حواریوں کو بارہ تختوں پر بیٹھنا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یسوع کسی ایسے وقت کا منتظر تھا جب دنیا
میں خون کی ندیاں بہا دے اور بھائی کو بھائی سے اور بیٹے کو باپ سے جدا
کر دے اور اسطرح کچھ ملک فتح کر کے اپنے حواریوں کے حوالہ کرے۔ سو
کیا ایسے خیالوں والا شخص صلح کا شہزادہ کہلا سکتا ہے۔ وہ ڈنکے کی چوٹ
پر اپنے جنگجو ہونیکا اعلان کرتا ہے اور اس الزام کو دُور کرتا ہے کہ وہ صلح
کے لیئے آیا ہے پھر اُسکا عمل ظاہر کرتا ہے کہ وہ صلح سے متنفر تھا چنانچہ
اپنی ماں اور اُس زمانہ کے فریسیوں سے اسکا سلوک اس بات کی دلیل ہے
پھر اسکے علاوہ اُس نے اپنے حواریوں کو تلواریں خریدنیکا حکم دیا ہے پس
یہ تمام باتیں ملکر اس بات کو صاف ظاہر کر دیتی ہیں کہ یسوع صلح سے متنفر اور

جنگ کا دلدادہ تھا اُسکا ارادہ کبھی صلح کروانیکا نہیں ہوا بلکہ وہ ہمیشہ نفاق
ڈلوانیکی کوشش کرتا رہا چنانچہ بارہا اُس نے فقیہوں اور فریسیوں میں
آپس میں جنگ کروادی۔ اور خود تماشا دیکھا۔ پھر ایسے شخص کی نسبت
یہ کہنا کہ وہ صلح کا شہزادہ تھا کہانتک درست ہوسکتا ہے یہ غلط ہے کہ اُسنے
دشمن کا لفظ لغت سے کاٹدیا بلکہ اُس کے اقوال و اعمال نے اس لفظ کو
اُسکے پیروؤں کے دل میں خوب اچھی طرح بٹھادیا اور وہ یہودی جو ایک
مدت سے خاموش بیٹھے تھے اُسکی پُرجوش تعلیم سے پھر جنگ و جدال کی
خوابیں دیکھنے لگے۔ دشمنی اور کینہ وری دنیا میں موجزن ہوگئی اور یہ
عیسائی سلطنتوں کے حال سے اچھی طرح ظاہر ہے جبتک اُنمیں مذہبی
جوش رہا اسوقت تک اُنکی خونی تلوار سے کمزور لوگونکی شامت بنی رہی اور
جب وہ مذہب سے الگ ہوئے اور اُنہوں نے تہذیب و شائستگی کو سیکھا
تو تب کہیں جاکر امن ہوا۔ غرض ان تمام حالات کے باوجود پادریونکا یسوع کو
صلح کا شہزادہ کہنا سخت بے انصافی ہے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ اگر ایک طرف
جنگ کی تعلیم ہے تو ایک طرف صلح کی تعلیم بھی ہے اُسے نظر انداز کیوں
کیا جاتا ہے۔ تو اُسکا یہ جواب ہے کہ وہ تعلیم جو صلح کے بارہ میں ہے ایسی نامعقول
اور بھنگم ہے کہ اُسپر عمل کرنا تو کجا اُسکا سمجھنا تک مشکل معلوم ہوتا ہے۔ یسوع
کا یہ کہنا کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو تُو دوسری گال بھی پھیر دے
یہ صرف زبانی جمع خرچ ہی ہے ورنہ وہ خود بھی تو اُسپر عمل کرکے دکھاتا وہ تو

انجیر کے درخت کو اسلیئے گالیاں دیتا ہے کہ اسمیں پھل کیوں نہیں لگا پھر اگر کوئی شخص اُسکو کچھ بُرا بھلا کہتا تو کیا فریسیوں سے کم گالیاں کھاتا جن فریسیوں نے اُسے ایک دفعہ بھی گالی نہیں دی جب اُن سے اُسکا یہ سلوک ہے تو گالی دینے والے اور تھپڑ مارنیوالے سے وہ کیا سلوک کرتا۔ غرض صلح کے متعلق جو اُسکی تعلیم ہے وہ صرف دھوکے کے لیئے ہے اور بالکل ناقابل عمل ہے ہاں جس تعلیم پر اُس نے زور دیا ہے اور خود عمل بھی کر کے دکھایا ہے وہ جنگ کی تعلیم ہے پس وہ جو اُسکو صلح کا شہزادہ کہتا ہے جھوٹا ہے اور وہ ایسی بات کہتا ہے جسکا خود یسوع کو انکار ہے یسوع صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا تھا۔ اور یہ کہنا کہ اسلام نے اگر خدا تعالیٰ کے رب ہونیکا اعلان کیا ہے تو یسوع نے اُسے اب یعنی باپ کے لفظ سے پکارا ہے بالکل بے وقعت ہے کیونکہ اُسکو تو مجبوری تھی۔ نوح کا باپ دنیا سے پوشیدہ نہ تھا ابراہیم کے والد سے دنیا ناواقف نہ تھی موسیٰ کا باپ بھی دنیا پر ظاہر تھا ہمارے آنحضرتؐ کے باپ کو بھی تمام عرب بلکہ کل دنیا جانتی تھی اور جانتی ہے اور آپکا نعرہ انا ابن ابن المطلب میرے کلام کی تائید کرتا ہے اگر کچھ مصیبت تھی تو بیچارے یسوع کو تھی پس اگر وہ مایوس و ناامید ہو کر خدا کو اب اور باپ نہ کہتا تو اور کون کہتا اُسکو تو ایک خاص مجبوری تھی جس سے ہمارے انبیاءؑ خدا کے فضل سے پاک تھے یہودی اُسپر ایک الزام لگاتے تھے اور اُس بیچارہ کو ہر طرح اُس ذکر سے بچنا پڑتا تھا سو اگر وہ اس طرح اپنا پیچھا نہ چھڑاتا تو کیا کرتا اس میں فخر کی بات تو کچھ نہیں ایک مجبوری تھی جو یسوع کو پیش آئی۔

اور اگر دوسرے رنگ میں بھی دیکھا جائے تو اب کے لفظ کو رب سے کیا نسبت ہے عربی سے اگر آپ کچھ واقفیت رکھتے تو آپ کو اس کلام کی جرأت نہ ہوتی ربوبیت کی شان ہی تو ہے جو اب اور ام میں محبت پیدا کرتی ہے پھر اب کو رب پر فوقیت دینا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اس کے بعد ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ پر جو الزام فساد اور فتنہ کا اس متعصب عیسائی نے لگایا ہے وہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے اور اسکی کوئی اصل نہیں بلکہ صرف مخالفت کے جوش میں جو کچھ زبان پر آیا وہی لکھدیا گیا ہے۔ بے دلیل بات لغو اور بیہودہ ہوتی ہے اور اُسکا ماننا عقلمندوں کا کام نہیں کسی پر الزام لگانا آسان ہے مگر اُسکا ثبوت دینا مشکل کام ہے۔ یہ کہدینا کہ فلاں شخص فسادی ہے کچھ مشکل نہیں مگر اُسکے لیئے شہادت مہیا کرنی ایک پہاڑ ہے جسکا اُٹھانا ایک محال امر ہے بہت ہیں جو نبیوں کی ذات سے منکر ہیں اور بہت ہیں جنکو خدا کے کلام کرنے پر سو سو کلام ہے اور ان لوگوں کی بھی کمی نہیں جو خود خدا کی ذات تک کے منکر اور کافر ہیں مگر کیا ایسے لوگوں کے وجود سے نبیوں کا انکار وحی کی تردید اور خدا کا کفر ہو سکتا ہے اگر ایک شخص ضد اور شرارت سے کسی چیز کا انکار کرے تو اُس سے اُس چیز کا عدم وجود ثابت نہیں ہو سکتا۔ وہ جو سورج کے چڑھنے کے بعد بھی اُسکا انکار کرتا ہے دیوانہ اور پاگل تصوّر کیا جاتا ہے اور وہ جو رات کے پڑنیکے بعد بھی ابھی دن ہی جانتا ہے مجنون اور سودائی سمجھا جاتا ہے۔ مگر کیا ایسے لوگوں کے کہنے سے دن کے دن اور

رات کے رات یا سورج کے سوج ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے۔ سو فسطائیوں کا گروہ تمام موجودات کو توہمات کا مجموعہ قرار دیتا ہے تو کیا اُس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ بنی نوع انسان اس وہم میں پڑکر اپنے کاروبار کو ترک کر کے بیٹھ جائیں اور توہمات کا ایسا سلسلہ شروع ہو جائے جو عالم تخیلات سے بھی بالا چلا جائے۔ غرض ضد اور ہٹ اور ہے ورنہ سچائی خود اپنا آپ ظاہر کر دیتی ہے مشک اپنی بُو سے خود اپنے رنگ سے اور گوہر اپنی آب سے پہچانا جاتا ہے اور پھر بھی کوئی انکار کرے تو اُسکے لیئے جواب جاہلاں باشد خاموشی کی مثال کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ہمارے امام حضرت مسیح موعودؑ کا صلح کے لیئے آنا اور تمام زندگی بھر صلح کے لیئے کوشش کرتے رہنا ایک بیّن امر ہے اور اس میں شک کرنا حماقت۔ اور تو اور خود آپکا دعویٰ ہی آپ کی صلح پسندی کا ثبوت ہے۔ حدیث کی کتابوں میں سے سب سے زیادہ معتبر کتاب بخاری ہے جو کہ مسلمانوں میں قرآن شریف کے بعد اصح مانی جاتی ہے اُس میں مسیحؑ کے لیئے پیشگوئی ہے کہ وہ آکر لڑائیوں کو مٹا دیگا اور اُس کے زمانہ میں ہتھیار رکھ دیئے جائیں گے جیسا کہ یضع الحرب کی حدیث سے ظاہر ہے۔ سو جب آپنے بھی وہی مسیح ہونیکا دعویٰ کیا تھا جسکا مسلمانوں کو وعدہ دیا گیا تھا تو پھر کسطرح ممکن تھا کہ آپ جنگ کی تعلیم دیتے یا امن عامہ کے برخلاف کوئی کام کرتے اس بات کو الگ کر کے کہ آیا آپ واقعی خدا کی طرف سے تھے یا نہیں یا آپکا دعویٰ مسیحای و مہدویت سچا تھا یا جھوٹا اگر غور کیا جائے تو صاف کھُل جاتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو

اپنے آپ کو ایک ایسے وجود سے نسبت دے جسکا کام صلح ہو کبھی جنگ کی
تعلیم نہیں دے سکتا اور نہ خلل امن کا مرتکب ہو سکتا ہے کیونکہ اسطرح تو خود
اُسکے دعوے کا ابطال ہوتا ہے اگر وہ سچّا ہے تو خود ہی ایسے کام کریگا جن سے
امن قائم ہو اور اگر وہ مفتری ہے تو پھر اسے ہر وقت بناوٹ سے کام لینا
پڑیگا اور گو اسکا دل چاہے یا نہ چاہے وہ ایسے ہی کام کریگا جن سے صلح ہو
کیونکہ وہ سمجھیگا کہ اگر میں نے اسکے برخلاف عمل کیا تو پھر ضرور ہے کہ یہ لوگ جو
میرے مخالف ہیں یا جنہوں نے مجھکو مانا ہے مجھے کہیں گے کہ خود تیرا ہی تو
دعویٰ تھا کہ میں فلاں شخص کے نام پر آیا ہوں اور اُسکا کام صلح کا پھیلانا
تھا پھر آج تُو نے ایسا کام کیوں کیا جو امن کے برخلاف ہے اور وہ یہ بات
سوچکر ہمیشہ ایسے کاموں سے رُکیگا جو صلح کے برخلاف ہوں۔ پس دیکھنا
چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ تھا کہ میں مسیح موعود اور مہدی آخر زمان
ہوں اور ان عہدوں پر مامور ہونیوالے کے لیئے شرط تھی کہ وہ صلح کو پھیلائیگا
اور جنگ کو مٹائیگا پس قطع نظر اسکے کہ آپ سچّے تھے یا نہیں خود آپکا دعویٰ
آپکو مجبور کرتا تھا کہ صلح سے کام لیں اور لوگوں سے آشتی سے پیش آئیں
ورنہ خود اپنے قول کے مطابق نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے تھے کیونکہ مسیحائی
اور مہدویت کا دعویٰ صلح کو چاہتا تھا اور اگر وہ صلح سے کام نہ لیتے تو
نعوذ باللہ مسیح و مہدی نہ ہوتے پس اگر وہ جھوٹے بھی تھے (نعوذ باللہ) تو
اپنے دعویٰ کو سچّا کرنیکے لیئے اُنکا فرض تھا کہ وہ اس بات پر عمل کرتے پس

ایسے شخص کے لیئے جو مسیح ہونیکا دعوٰی کرتا ہو یہ گمان کرنا کہ وہ جنگ کی
تعلیم دینے والا ہے ایک لغو اور بیہودہ خیال ہے۔ اور ایک عقلمند انسان
ایک منٹ کیلیئے بھی ایسا خیال نہیں کرسکتا ایک شخص جو ڈاکٹر ہونیکا دعوٰی
کرتا ہے اُسکی نسبت کسی کا یہ کہنا کہ وہ کہتا ہے کہ میں علاج نہیں کرسکتا اور
جراہی میں مجھے کچھ دخل نہیں قائل کی حماقت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ جو
ڈاکٹر بنتا ہے خواہ اُسے اُس فن میں کچھ درک حاصل ہو یا نہ ہو وہ ہمیشہ یہی کہیگا کہ میں
اس فن کو جانتا ہوں اور جو بات کہ اُسکے اس دعوٰی کے ثبوت کے لیئے اُسکے اختیار
میں ہوگی وہ اُسکو کبھی جانے نہیں دیگا اور جب موقعہ آئیگا اپنی قوت بھر اور بقدر
امکان اپنے دعوے کو ثابت کریگا۔ اسی طرح جب حضرت مسیح موعودؑ نے دعوٰی کیا
کہ میں مسیح ہوں اور مہدی ہوں تو اگر وہ اور علامات کو جو اُنکے اختیار میں نہ تھیں
پورا نہ کرسکتے تو مجبوری تھی لیکن جو اُنکے اختیار میں تھیں اُنکو وہ کب ہاتھ سے
دے سکتے تھے۔ مثلاً مسیح کے لیئے جو لکھا ہے کہ اُسکے زمانہ میں مری پڑے گی اور
زلزلے آئیں گے اور اس بات پر اسلام اور عیسائیت دونوں متفق ہیں یہ بات
ایک انسان کے امکان سے باہر ہے لیکن صلح کا دعوٰی کرنا اور خلق اور احسان سے
پیش آنا یہ باتیں انسان کے اپنے بس کی ہیں پس جو شخص مسیح ہونیکا دعوٰی کرے گا
وہ اگر پہلی دو باتوں کو نہیں کرسکتا تو تیسری بات کو ضرور کریگا تاکہ اسکی سچائی کا
کچھ تو ثبوت ہو۔ پس حضرت اقدسؑ کو نعوذ باللہ اپنے دعوٰی میں جھوٹا ماننا بھی راقم کا اُنکی
نسبت یہ کہنا کہ وہ صلح کے دشمن تھے سخت بیوقوفی اور جہالت ہے اور راقم مضمون

کی کم علمی پر دلالت کرتا ہے اور جبکہ آپ واقعی خدا کی طرف سے تھے اور ہزار ہا نشانات نے اس بات کو ثابت بھی کر دیا ہے تو پھر کس طرح ممکن تھا کہ آپ صلح کے برخلاف کچھ کہتے یا کرتے جبکہ نشانات جو خدا کے اختیار میں تھے وہ بھی پورے ہو گئے اور وہ جو انسانی بس میں تھے وہ بھی پورے ہو گئے تو اب بھی انکار کرنا تو ایسا ہی ہے جیسا سورج کے نکلنے پر بھی ابھی رات رات ہی) کہے جانا خود انجیل میں لکھا ہے کہ سچے مسیح کی نشانی طاعون اور زلزلہ ہے سو یہ دونوں نشانیاں بمعہ اور ہزار ہا نشانوں کے پوری ہو چکی ہیں پھر انکار نہ معلوم کیوں ہے اگر یہ لوگ ہماری کتابوں کو نہیں ماننے تو اپنی انجیل کو تو مانتے ہیں اگر یہ کہیں کہ طاعون تو ہمیشہ ہی پڑا کرتی ہے اور زلزلے بھی ہمیشہ ہی آیا کرتے ہیں اس زمانہ کی خصوصیت کیا ہے تو یہ خود انجیل پر ہی اعتراض آتا ہے کہ اس نے ایسی لغو اور بیہودہ نشانی کیوں بتائی ہو اور لوگو نپر بھی لگ سکتی تھی۔ خیر یہ بات تو ضمناً درمیان میں آگئی اصل بات جو ہم ثابت کی ہے یہ ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دعویٰ کہ میں مسیح ہوں اور مہدی ہوں اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ آپ عمر بھر صلح کے پھیلانیکی کوشش کرتے رہے اور اس میں یہ بھی ضرورت نہیں کہ ہم آپ کی سچائی کا ثبوت دیں نعوذ باللہ اگر آپ جھوٹے بھی ہوں تب بھی آپکا کام تھا اور اپنے دعویٰ کے ثابت کرنیکے لیے ضروری تھا کہ آپ صلح کی تعلیم دیتے اور جبکہ آپ واقعی خدا کی طرف سے تھے جیسا کہ صدہا نشانات سے ثابت بھی کر دیا ہے تو پھر آپکا یہ الزام لگانا کہ آپ فساد کرتے تھے محض جہالت ہے۔

اب ہم آپکا ایک اور دعویٰ دیکھتے ہیں جو ثابت کرتا ہے کہ آپ ہمیشہ صلح کو پھیلانے میں لگے رہے اور وہ کرشن ہونیکا دعویٰ ہے اگر آپ غیر قوموں سے عداوت رکھتے تھے تو آپنے یہ دعویٰ کیا کیوں جبکہ آپ کو انسے نفرت تھی تو چاہیئے تھا کہ آپ نعوذ باللہ کرشن کو گالیاں دیتے اور ہمیشہ اُسکے نام تک سے بیزار رہتے لیکن آپکا یہ دعویٰ بھی خواہ جھوٹا ہو یا سچا آپکی صلح پسندی کی دلیل ہے۔ خود آپکا لقب کرشن ہونا اس بات کی دلیل تھا کہ آپ ہندو مسلمانوں کو ملادیں گے اور عیسیٰ ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ آپ عیسائیوں کو بھی مسلمانوں سے ملادیں گے۔ اور اس کام کے لیے صلح کرانی ضروری ہے یہ کرشن کا دعویٰ بھی مسیح و مہدی کی طرح صلح کو چاہتا ہے۔ اور چونکہ یہ دعویٰ ایسا ہی پُرانا ہے جیسا کہ مسیح و مہدی ہونیکا اُس سے ثابت ہوا کہ آپ ہمیشہ صلح کے پھیلانیمیں لگے رہے ہیں اور یہ کہ اگر آپکو نعوذ باللہ جھوٹا بھی مانا جائے تب بھی اس دعویٰ کی وجہ سے آپکو فساد کا پھیلانیوالا نہیں کہہ سکتے۔

تیسری بات جو آپکے صلح پسند اور صلح کی تدابیر پر عمل کرنیوالے ہونیکے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے وہ آپکی عظیم الشان تصنیف ست بچن ہے جس میں آپنے ثابت کیا ہے کہ سکھوں کے گرو بابا نانک صاحب ایک پارسا اور بزرگ انسان تھے اور یہ کہ وہ قرآن شریف کو خدا کا کلام اور آنحضرتؐ کو منجانب اللہ مانتے تھے اس طرح آپنے وہ نقار جو سکھوں کو مسلمانوں سے اور مسلمانوں کو سکھوں سے تھا دُور کر دیا۔ یہ ایک نئی اور سچی دریافت تھی کہ جس نے دنیا میں ایک ہل چل ڈالدی اور سکھ قوم کو بیدار کر دیا اور اُنکو ہوش آگئی کہ ہماری قوم اصل میں کس جڑھ

سے نکلی ہوئی ہے اور کس کنوئیں کا اُسکی سیرابی کے لیئے پانی دیا گیا ہے - اور مسلمان جو سکھوں کو ایک دُور کی قوم سمجھتے تھے اُنپر اپنی برادرانہ نظریں ڈالنے لگے - اور اُنکے دل اس بات کو مانگئے - کہ یہ بھی اُن خزانوں میں سے ایک خزانہ لٹا ہے جنکا وعدہ تھا کہ مسیح کے زمانہ میں لٹائے جائیں گے - پس باوجود ان باتوں کے آپکو فساد کا بانی قرار دینا خود فساد ڈلوانا اور انصاف کی جڑھوں کو کاٹنا نہیں تو اور کیا ہے -

اس کے علاوہ آپکی تصنیف ایام الصلح اس بات کو خوب ظاہر کرتی ہے کہ آپ صلح کے کسقدر دلدادہ تھے - اور ہمیشہ سے آپکو خیال لگا ہوا تھا کہ کسی طرح مذاہب کا آپس کا نقار دُور کر کے دُنیا کو ایک ایسی راہ پر چلایا جائے جس میں دشمنی اور عداوت کا دخل نہ ہو اور بغض و کینہ سے بچانیکے لیئے اُسکے اردگرد صلح کی باڑ دیجائے -

پھر دُور جانیکی ضرورت نہیں مضمون نگار صاحب اپنے گھر ہی میں دیکھ لیں کہ جب پادری مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا ایک مقدمہ آپ پر ہوا تھا اور عدالت میں وہ سراسر جعلی اور جھوٹا ثابت ہوا تھا تو کیا اُسوقت آپکے بس میں نہ تھا کہ عیسائیوں کی گندہ دہانی کا اُنکو مزہ چکھا دیتے اور اُن مفتریوں کو جو کہ خود مضمون نگار صاحب کے ہی ہم مذہب تھے اپنے افترا کے بدلہ میں جو انہوں نے خداوند یسوع کے لیئے کیا تھا سزا دلواتے لیکن وہ صلح ہی تھی جس نے آپ کو روک لیا اور وہ آپ ہی کے اخلاق تھے جنہوں نے ایسے عظیم الشان قصور کو آسانی کے ساتھ بخش دیا ورنہ یسوع کی بے ضرر بھیڑوں نے تو

اپنی طرف سے کچھ کمی نہیں کی تھی اور اگر ہمارا مسیح یسوع کے اخلاق کے برخلاف صلح سے کام نہ لیتا تو وہ بھیڑیں تو قربان ہو ہی چکی تھیں۔ ان باتوں کے علاوہ اور بہت سے دلائل ہیں جن سے ہمارے امام اور مسیح موعودؑ کی صلح پسند طبیعت کا نقشہ کھینچ جاتا ہے اور جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلح کے لیئے آئے اور تمام عمر آپ کی اسی کام میں صرف ہوئی اور آخر موت کے وقت بھی یہی تعلیم دی اور خدا کے فضل سے کامیاب بھی ہوئے۔

اب میں اچھی طرح سے ثابت کر چکا ہوں کہ عیسائیوں کا یسوع صلح کا دشمن تھا اور جنگ کا شیدا چنانچہ اُسکا قول ہے کہ میں صلح کے لیئے نہیں بلکہ تلوار چلانیکے لیئے آیا ہوں پھر وہ اپنے حواریوں کو تلواریں خریدنیکی اسقدر تاکید کرتا ہے کہ اگر اُنکے پاس روپیہ نہ ہو تو کپڑے بیچکر خریدیں اور اسکے علاوہ اُنہیں بادشاہتوں کے وعدے بھی دیتا ہے اور اخلاق اُسکے یہ ہیں کہ ماں کی ہتک کرتا ہے اور اُس زمانہ کے علماء جب اُس سے شرافت سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ آگے سے گندہ دہانی سے جواب دیتا ہے اور اسکے برخلاف ہمارے امام حضرت مسیح موعودؑ کا خود دعویٰ اپکی صلح پسندی کا گواہ ہے اور اسکے علاوہ ست بچن کی کتاب جس میں آپنے بابا نانک صاحب کی بزرگی اور اُسکا آنحضرتؐ اور قرآن کو ماننا ثابت کیا ہے پھر آپکی تصنیفات ایام الصلح اور خون کے جھوٹے مقدمہ میں باوجود طاقت کے بعض عیسائی مفتریوں کو چھوڑ دینا اس بات کے دلائل ہیں کہ آپکا مقصد صلح ہی تھا اور اسپر آپ کاربند رہے۔ اسکے بعد میں نہایت مختصر طور سے بعض اُن اعتراضوں کا

جواب دونگا جو کہ اصل مضمون یعنی پیغام صلح پر کیئے گئے ہیں اگر یہ وہ مضمون ایسا اعلیٰ اور پاک ہے کہ اُسپر اعتراض کا خیال تک نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی اعتراض ہو بھی تو وہ مضمون خود اُس اعتراض کو دُور کرتا ہے مگر چونکہ نامہ نگار تجلّی کو تعصب کی وجہ سے کچھ اعتراض سوجھے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی ناواقف کو اُن سے ٹھوکر لگے اس لیئے بہت ہی مختصر کر کے اُنکا جواب دینے میں بھی کچھ حرج نہیں۔

آپنے لکھا ہے کہ صلح کا پیغام لغو تھا اور گائے کا چھوڑنا اور وید کو ماننا یہ کچھ ایسی بڑی باتیں نہیں جن کے بدلہ میں یہ صلح کی کارروائی اختیار کی گئی ہے سو بیشک ایک عیسائی کے نقطۂ خیال سے تو یہ ایک لغو خیال اور بیہودہ کام ہے کیونکہ وہ جانتا ہی نہیں کہ صلح کس کو کہتے ہیں بلکہ اُسکے کان میں تو یسوع نے تلوار اور جنگ کا لفظ ہی پھونکا ہے اور وہ بچپن سے یہی الفاظ سنتا آیا ہے پھر وہ کیونکر صلح اور امن کی کارروائی کو پسند کر سکتا ہے مگر جو لوگ بنی نوع انسان کے خیر خواہ ہیں اُنسے پوچھنا چاہیئے کہ وہ صلح کو کیسا پسند کرتے ہیں اور اس پیغام کو انہوں نے کس قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ ٹائمز اور ریویو آف ریویوز کے ایڈیٹروں نے جس نظر سے اس پیغام کو دیکھا ہے وہ اُنکے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں۔ اور ساتھ ہی بہت سی دیسی اخباروں نے جس شان و شوکت سے اسکا اعلان کیا وہ باشندگان ہند پر مخفی نہیں ہاں اگر عیسائی پادریوں اور آریوں کے ایک حصہ نے اُسے

ناپسند کیا تو اُس میں کیا حرج ہے جو لوگ امن کے دشمن ہیں وہ اُس پیغام کو
غصہ کی نظر سے دیکھیں امن پسند طبیعتیں اُسکی سچائی اور قدر کو پہچانتی ہیں
اور ایسے ہی لوگوں کے لیئے وہ لکھا گیا تھا باقی رہا گائے کا نہ کھانا سو یہ
ایک فضول امر نہیں یہ ایسا معاملہ ہے کہ اسپر ہند میں مدت سے خون کی ندیاں
بہتی رہی ہیں اور بڑے بڑے فساد برپا ہوتے آئے ہیں اور ہندو اس
امر پر ہمیشہ مشتعل رہے ہیں اور ادھر مسلمانوں میں یہ ایک حلال چیز اور
قربانی کے لائق قرار دیگئی ہے۔ اور ایک حلال چیز کو قوم کی قوم کا ترک
کر دینا کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور نہ اُسوقت تک نہیں ہوسکتا جبتک
کہ مقابل سے بھی کوئی بڑی قربانی نہ ہو پس اسکو ایک چھوٹی سی بات قرار
دینا غلطی ہے اور یہ کہنا کہ انجیل میں بھی گوشت نہ کھانیکی نسبت لکھا ہے
یہ یسوع پر ایک الزام ہے کیونکہ وہ کبھی ایسا فقرہ نہیں کہہ سکتا وہ جو مرنیکے بعد
بھی عیسائیوں کے قول کے مطابق مچھلیوں کا ہی دلدادہ رہا وہ کب گوشت کو
ترک کرسکتا تھا۔ اُسکے تو کبھی وہم میں بھی نہ آیا ہوگا کہ پڑوسی کی تکلیف پر
افسوس ظاہر کرے۔ ہاں قرینوں میں یہ فقرہ جو آپنے لکھا ہے آیا ہے جیسا کہ
خود آپنے بھی حوالہ دیا ہے سو اُس سے یسوع کی نسبت کچھ رائے لگانی
سراسر زبردستی ہے۔ مجھے تو تعجب ہے کہ اس موقعہ پر آپنے پولس رسول کا قول
کیوں نقل کر دیا جس شخص نے عیسائیت کے اصولوں کو جڑھ سے اکھیڑ دیا۔
جس نے مسیح کے کلام کی سراسر مخالفت کی جس نے توریت کو عضو معطل قرار

دیا جس نے موسیٰ سے لیکر ملاکی نبی تک تمام نبیوں کی ہتک کی جس نے خدا
کے کلام کو اپنے خیالات کے پردہ میں چھپا دیا جس نے ساری عمر یسوع کی مخالفت
کر کے اُسکی وفات کے بعد اُسکی گدی حواریوں سے غصب کرنی چاہی جس نے
اعمال کو غیر لازمی قرار دیا کیا ایسے شخص کا کلام صلح کے معاملہ میں کچھ وقعت
رکھتا ہے جب پولس نے اپنی لیڈری بنانیکے لیئے اور حواریون پر اپنے آپکو سبقت
دینے کے لیئے توریت و انجیل کے احکام کی پروا نہ کی تو اگر وہ ایک جماعت کو ساتھ
ملانیکے لیئے گوشت ترک کر بھی دیتا تو اُس سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے وہ تو اپنی
جماعت بنانیکے لیئے ہر ایک کام کرنیکو تیار تھا۔ اگر قومیں اُس سے چاہتیں کہ
اتوار کے دن بھی کوئی دعا وغیرہ نہ رکھی جائے تو وہ بڑی خوشی سے اس
تجویز کو خوش آمدید کہتا اور فوراً مشتہر کرتا کہ اصل نیکی دل کے ساتھ ہے نہ کہ زبان
کے ساتھ۔ پس کسی دعا کی ضرورت نہیں جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو مگر دل
تمہارا خداوند یسوع کے کفارہ پر ایمان لاتا ہو۔ اعتبار کے قابل اُس شخص کا قول
ہوتا ہے جو اپنے خیالات پر پکا اور پختہ ہو نہ کہ اُسکا جو نفاق سے ہر ایک کام
کرنیکے لیئے تیار ہو اور اُسکا دل اندر سے اُن تمام کاموں کو جو وہ کرے نفرت
سے دیکھتا ہو۔ پس ایسے موقعہ پر پولس کا قول پیش کر کے یسوع کے اعتقادات کا
اظہار کرنا سراسر زبردستی اور حق پوشی ہے یسوع کا کبھی یہ ارادہ نہ ہوا اور نہ اُس نے
کبھی ایسا کہا کہ ہمسایوں کی خاطر مَیں اپنے اوپر تکلیف برداشت کر لوں گا۔
اور اگر اُس نے کبھی مصلحتاً ایسا کہہ بھی دیا ہو تو اُسکے عمل اُسکے قولوں کی تشریح

کرنیکے لیئے تیار ہیں۔ غرض یہ کہنا کہ انجیل نے بھی کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو گوشت
سے ابتلا ہو تو تم نہ کھاؤ یسوع پر ایک تہمت ہے۔ باقی آپ کا یہ لکھنا کہ وید کو ماننا
کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ جب آپ پہلے مانتے ہیں تو اب یہ شرط کیسی ہے کہ اگر
آپ لوگ ہمارے نبیوں کو مانیں تو ہم آپکے وید اور نبیوں کو مانیں گے سو
اسکا جواب بھی آسان ہے۔ خود مضمون نگار صاحب اپنے گھر ہی میں دیکھیں
کہ وہ ہمارے نبی ہمارے امام ہمارے ہادی ہمارے رہنما محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کو جو تمام رسولوں سے بلند پایہ اور تمام نبیوں سے اعلیٰ اور تمام مخلوقات
سے ارفع شان والے ہیں نعوذ باللہ و لعنت اللہ علی الکاذبین جھوٹا خیال
کرتے ہیں لیکن برخلاف اسکے ہم حضرت مسیح کو خدا کا برگزیدہ اور اپنے
وقت کا امام جانتے ہیں لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی حد سے بڑھے ہوئے
ہیں اور اُنکی زبان قینچی سے زیادہ تیز اور نشتر سے زیادہ نوکدار ہے اور اُنکا
دہن سنڈاس سے زیادہ بدبو چھوڑتا ہے اور اُنکا ایک ایک کلمہ ہمارے
آنحضرتؐ اور اُنکے تابعین بزرگوں اور اولیا کے حق میں سب و شتم سے
بھرا ہوا ہوتا ہے اور طعن و تشنیع کو اُنہوں نے اپنا پیشہ بنا لیا ہے تو مجبوراً
ہمیں بھی یسوع کی حقیقت خود عیسائیوں کے اقوال کے مطابق بتانی پڑتی
ہے کہ کیا وہ انسان جسکو یہودیوں کے ہاتھوں سے مار پڑی جسکے مُنہ پر
تھوکا گیا جسکو کانٹوں کا تاج پہنایا گیا اور جسکی گالوں کو تمھپڑوں سے سرخ
کیا گیا کیا دنیا کے سامنے سُرخرو ہو سکتا ہے اور خدائی تو الگ کسی دنیاوی

بڑائی کا بھی دعویٰ کر سکتا ہے؟ پس جب معاملات کی ایسی صورت ہے
تو کیا ہم عیسائیوں سے اطرح صلح نہیں کر سکتے کہ چونکہ خدا رب العالمین ہے
اور ہر ایک قوم و ملک کا بادشاہ ہے اور یسوع نے تمام قوموں کو ہدایت دینے
سے خود انکار کیا ہے گو اسکے تابعین کچھ کہیں سو کیا بعید ہے بلکہ ضروری ہے
کہ خدا نے نبی کریمؐ کو دنیا کی ہدایت کے لیئے مبعوث کیا ہو اس لیئے خدا کی
رب العالمین صفت پر ایمان لاکر تم لوگ ہمارے آنحضرتؐ کی نبوت کو مان لو
اور ہم آپکے یسوع کی نبوت کو مان لیتے ہیں گو پہلے بھی ہم مانتے ہیں لیکن جب
آپ لوگ آنحضرتؐ کو برا کہنا چھوڑ دیں گے تو ہم بھی یسوع کی عیب جوئی
چھوڑ دینگے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپس میں محبت ہو جائیگی اور صلح کے
دن دنیا پر چڑھیں گے اور امن کی راتیں لوگ بسر کریں گے۔ اور دشمن
ایک دوسرے کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملیں گے اور آئے دن کے فساد
دور ہو جائیں جنگوں کا زمانہ اٹھ جائیگا اور دنیا پر ایک آرام کا بادل چھا جائیگا اور
بغض و کینہ کا سورج اسکے نیچے چھپ جائیگا ہاں خدا کا جلال ظاہر ہوگا اور تاریک
دلوں کو روشن کر دیگا اور مذہب کے ناگوار جھگڑے بند ہو جائیں گے اور ایکدوسرے
کے نبیوں کو گالیاں دینے کا طریق مٹ جائیگا اور اسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ تمام مذاہب
اپنی خوبیاں اور نیکیاں پیش کریں گے اور عقلمندوں کے لیئے راہ کھل جائیگی کہ
وہ کس مذہب کو اختیار کریں پادری عیسائیت کی نیکیاں بیان کریں گے تو
پنڈت ویدکی اور مسلمان قرآن پاک کی بیجا طول ختم ہو جائیگا اور خلط مبحث دور

ہو جائیگا غرض ایک طالب حق کے لیئے سڑک صاف ہو جائیگی اور وہ ایک طرف ہو کر تمام مذاہب کے کھوٹے کھرے کو پرکھ لیگا اور نیکی اور بدی میں فرق کر لیگا اور ہدایت دنیا میں پھیل جائیگی۔ سو کیا اس قسم کا طریق صلح بیہودہ ہے اور اسطرح مسلمانوں کا یہ کہنا کہ ہم اس شرط پر کہ عیسائی نبی کریمؐ کو مانیں تو ہم اُنکے یسوع کو نبی مان لیں گے کوئی لغوبات ہو گی پس اسی طرح ہندوؤں کو پیغام صلح دیا گیا تھا کہ اگر وہ ہمارے نبیؐ کو بُرا کہنا چھوڑ دیں اور اُنکو بھی خدا کی ربوبیت کو عام مانکر نبی یقین کر لیں اور قرآن کو الہام الٰہی مان لیں تو ہم بھی وید کو اور اُنکی نبیوں اور رشیوں کو خدا کی طرف سے اور برگزیدہ مان لیں گے اور اُنکی بڑائی کا اقرار کریں گے۔ اور اب جو مقابلہ کے وقت اُنکے عیب نکالکر ظاہر کیئے جاتے ہیں اُس سے چشم پوشی کرینگے۔ اور یہ ایک صلح کا آسان طریق تھا جس سے یہ نتیجہ نکلتا کہ ہندو قرآن و انبیاءؑ پر اعتراض نہ کرتے اور اُنکو گالیاں نہ دیتے اور اُسکے بدلہ میں مسلمان وید اور رشیوں سے وہی سلوک کرتے اور آخر یہ رہ جاتا کہ دونوں مذاہب اپنی اپنی خوبیاں لوگوں پر پیش کرتے اور ہدایت پانیوالیکے لیئے ایک بڑا صاف راستہ کھُل جاتا ہے اور یہی ہمارے امام مسیح موعودؑ کا منشا تھا کہ کوئی ایسا طریق ہو جس سے ہدایت کا راستہ زیادہ صاف کیا جائے۔ اعتراض کرنا آسان ہوتا ہے بدآدمی نیک کام میں بھی سو سو عیب نکال لیتا ہے جس سے سادہ لوح کو دھوکا لگنا کچھ بعید نہیں ہوتا پس جب ایک دوسرے کی عیب جوئی جاتی رہتی تو خود بخود لوگوں کے لیئے میدان صاف ہو جاتا اور مذاہب کا جھگڑا ایک حد تک مٹ

جاتا۔ مگر آپ بھی مجبور ہیں آپ کب گوارہ کر سکتے تھے کہ دنیا میں امن ہو اور عیسائیت
کی حقیقت کھلے۔ اندھیرے میں حملہ کرنا اور چور کی طرح آپڑنا تو پادریوں کا کام ہی ہے۔
پھر آپکا یہ لکھنا کہ قرآن سوائے عیسائیت اور یہودیت کے کسی مذہب کے نبیوں کو سچے
نہیں قرار دیتا جیسا کہ اس آیت سے نکلتا ہے کہ ان تقولوا انما انزل الکتاب
علیٰ طائفتین من قبلنا بالکل جھوٹ ہے اور آپ قرآن کے معنے بالکل اُلٹ
پلٹ کرتے ہیں کیونکہ اس آیت سے تو کہیں یہ نہیں نکلتا کہ سوائے توریت
و انجیل کے اور کوئی کتاب نہیں اُتاری گئی اس میں تو کافروں کو یہ کہا گیا ہے
کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہ جواب دو کہ ہم کو کیا ہم پر تو کوئی کتاب نہیں اُتری اگر اُترتی
تو ہم یہود و نصاریٰ سے زیادہ ہدایت پانیوالے ہوتے تمہارے قول سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ پر کتاب اُتری ہے سو اُنپر حجت قائم کرو سو
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھو یہ قول تمہارا غلط ہے اب جو تم پر قرآن نازل ہوا ہے
تو تم اسکو مان لو۔ سو کیا اس کلام سے کہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ انجیل و توریت کے
سوا اور کوئی کتاب نہیں نازل ہوئی۔ ایسا کہنا بالکل جھوٹ ہے اور قرآن پر افترا
ہے قرآن شریف کہتا ہے کہ ان من اُمّۃٍ الّا خلا فیھا نذیر۔ یعنی کوئی
قوم نہیں جس میں ہم نے نبی اور رسول نہیں بھیجے اور خود قرآن شریف نے
ہودؑ اور صالحؑ کا ذکر کر کے اسکا عملی ثبوت بھی دیدیا ہے۔ پس ایسا کہنا قرآن پر
الزام ہے۔ قرآن ہدایت کو عام اور تمام دنیا کے لیئے قرار دیتا ہے۔
اس کے بعد آپنے یہ لکھا ہے کہ یہودی حضرت ایوب کو سچا نبی مانتے

ہیں حالانکہ وہ کسی اور قوم سے تھے سو یاد رہے کہ یہ یہودیوں پر افترا ہے
وہ قطعاً ایوبؑ کو کسی اور قوم ... سے نہیں مانتے بلکہ خود اپنے میں سے مانتے
ہیں تمام یہودی اس بات کے قائل ہیں کہ سوائے اُنکے حضرت یعقوبؑ کے
بعد کسی اور قوم سے کلام نہیں ہوا اور نہ خدا نے کسی کو اپنا نبی بنایا بلکہ نبوت
اور کلام الٰہی محض .... یہودیوں سے مخصوص رہی ہے۔

پھر آپ کا یہ لکھنا کہ حضرت اقدسؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا نبی نہیں
مانا بالکل غلط ہے کیونکہ حضرت اقدسؑ اور اُن کی کُل جماعت حضرت مسیحؑ کو
خدا کا برگزیدہ نبی مانتی ہے اور اُنکے منکر کو نہایت گندہ اور ناپاک انسان
اور خود قرآن شریف اُنکی سچائی کو بڑے زور سے بیان کرتا ہے ہاں
یہ بیشک درست ہے کہ ہم اُنکی خدائی کے قائل نہیں ہیں بلکہ اسکو ایک لغو
اور بیہودہ خیال سمجھتے ہیں جس کو عقل ایک منٹ کے لیئے بھی تسلیم
نہیں کر سکتی۔ ہماری عقلیں اس بات کو نہیں مان سکتیں کہ وہ شخص جو
خود کو نیک بھی نہیں کہتا۔ جسکو قیامت کا علم نہیں جو ایسا کمزور تھا کہ
یہودیوں نے اُسے مارا اور سولی پر لٹکا دیا وہ خدا کہلانیکا مستحق ہو۔ اور
نہ ہمارا مذہب اجازت دیتا ہے کہ ہم ایک انسان کو خدا کا شریک بنائیں
اس لیئے ہم اُنکی خدائی کے قائل نہیں بلکہ اُنہیں ایک برگزیدہ انسان اور
خدا کے رسول مانتے ہیں۔ اور یہ جو انجیل کے کلمات اور عیسائیوں کے
مسلمات کو مدنظر رکھکر کبھی یسوع کی برائیاں ظاہر کی جاتی ہیں یہ صرف عیسائیوں کے

جواب میں ہوتی ہیں کیونکہ جب عیسائی بیفائدہ اور بے دردی سے ہمارے نبی اور اولیاء کے حق میں گندہ دہانی سے کام لیتے ہیں تو مجبوراً انہیں کے مسلمات سے اُنکے خدا کی بھی حقیقت بتانی پڑتی ہے۔ غرض ہم مسیح کو خدا کا برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔

آپنے ایک جگہ پیغام صلح پر یہ اعتراض کیا ہے کہ شائد خواجہ کمال الدین صاحب کا (نعوذ باللہ) افترا نہ ہو۔ مگر یہ کہتے ہوئے آپکو شرم نہ آئی ذرہ گریبان میں مُنہ ڈالکر دیکھا ہوتا اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر نگاہ ڈالی ہوتی تو معلوم ہوجاتا کہ اس اعتراض سے اوّل گھر پر چوٹ پڑتی ہے۔ پیغام صلح کا مضمون خود حضرت مسیح موعودؑ کا لکھا ہوا یعنی اصل مسودہ ابتک محفوظ ہے اور ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے اور اسوقت تک آپکے خط کو پہچاننے والے ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں سے بہتسے ہندو اور عیسائی بھی ہیں۔ اور اسکے علاوہ اس مضمون کا اشتہار آپ کی زندگی ہی میں چھپ چکا تھا۔ اور لاہور کے بہتسے رؤسا کو معلوم تھا مگر انجیل جسپر عیسائیت کا دارومدار ہے وہ تو دو سو سال بعد لکھی گئی ہے اُسکے سچّے ہونیکا کیا ثبوت پیش کیا جائیگا اگر خواجہ کمال الدین جیسے معزز شخص پر جو تعلیم یافتہ اور قانونی پیشہ ہے اور چیف کورٹ پنجاب میں پلیڈری کرتا اور گورنمنٹ کی نظروں میں ایک باعزّت اور وقار والا آدمی ہے اس قسم کا گندہ اعتراض ہوسکتا ہے تو بتاؤ کہ وہ حواری جو محض بے علم اور جاہل تھے اور جنکا پیشہ

مچھلیاں پکڑ کر بیچنا تھا اور جن کی عزت اپنے ہم عصروں میں دو کوڑی کی بھی نہ تھی کسطرح بچ سکیں گے اور اُنپر یہ اعتراض کیوں عائد نہ ہوگا۔

ناظرین ان اعتراضوں کے علاوہ اور بہت سے سخت کلمات اور گالیاں بھی تھیں جنکا جواب دینا ایک شریف آدمی کا کام نہیں اس لیئے اب مَیں مضمون کو بند کرتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ یہ کام ہے کہ جو مسیح کی بھیڑیں دنیا میں کر رہی ہیں اور اُنکو کچھ پروا نہیں کہ کسی بزرگ کی نسبت وہ کیا کہتے ہیں پادریوں نے سمجھ لیا ہے کہ انکی تنخواہ اسطح حلال ہو سکتی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کو گالیاں نکالیں اور بھیڑوں کی شکل میں بھیڑیوں کا کام کریں مگر اب وہ زمانہ گذر گیا ہے اور خدا کے برگزیدہ مسیحؑ کے پیدا ہونیسے دنیا کی حالت بدل گئی ہے اور نفاق سے کام کرنیوالے اب کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ بھیڑوں کی کھالوں کے اندر مسیحی پادری بھیڑیوں کا کام کر رہے ہیں مگر شکر ہے کہ خدا نے ہمیں ایک ایسی عادل گورنمنٹ دی ہے جو انکا داؤ چلنے نہیں دیتی ورنہ یہ لوگ شائد غریب اور نادار لوگوں پر زور اور طاقت آزمانے میں بھی کمی نہ کرتے۔

(مرزا محمود احمدؐ)

ضروری اپیل

ناظرین۔ رسالہ تشحیذ الاذہان کا نمبر ۱۳ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ جسکے ساتھ ہی اس نوجوان رسالہ کی عمر کا تیسرا سال ختم ہوتا ہے۔ ان تین سالوں میں مجھے جن مشکلات کے جنگلوں میں سے گذر کرنا پڑا ہے۔ اسکو ایک ایسے رسالہ کا ایڈیٹر خوب سمجھ سکتا ہے۔ جس کی جیب میں ایک پیسہ نہ ہو۔ اور وہ ایک رسالہ کے اجرا کے لیئے تیار ہو جاوے۔ اور وہ رسالہ بھی ایک خاص مذہب کے ایک خاص فرقہ کے لیئے ہو۔ مگر خدائے تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور آخر یہ رسالہ ایک حد تک کامیاب ہوا۔ اس سال میں بارہ پرچوں کی بجائے تیرہ پرچے آپکے پاس پہنچتے ہیں۔ اور مَیں خوش ہوں کہ رسالہ عام طور پر بروقت اور عمدگی کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔ مگر رسالہ کے فنڈز نے ابھی مجھے مشکلات میں ڈالا ہوا ہے۔ اور ابھی تک مالی حالت بہت نازک ہے۔ جسکے لیئے مَیں نے بزرگان و احباب کی خدمت میں بذریعہ الحکم و بدر سال کے درمیان میں اپیل کی تھی کہ وہ اسکی طرف توجہ فرمائیں۔ میرے بعض بزرگوں نے میری آواز کو سنا جنہیں سے بعض نے خریدار پیدا کر کے مجھے ممنون کیا۔ اور بعض نے رسالہ کے متعلق تعریفی خطوط لکھکر میرے حوصلہ کو بڑھایا۔ مگر

اے میرے دوستو اب سال کا خاتمہ ہے۔ جسکے ساتھ میں آپکو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس تین سالہ بچّہ کا خیال رکھیں۔ انجمن تشحیذ الاذہان نے آئندہ سال سے یہ تجویز کی ہے۔ کہ جطرح بھی ممکن ہو۔ اس رسالہ کو مفید بنانیکی کوشش کرے۔ اور اسی غرض کے لیئے ایڈیٹر صاحب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی مدد کے لیئے ایک جماعت کو تیار کیا ہے۔ ظاہر انظر میں اسکو خوبصورت بنانیکے لیئے چکنے سفید کاغذ پر عمدہ اور خوبصورت چھپوانیکی تجویز کی گئی۔ جسکا نمونہ آپکے ہاتھ میں ہے۔

پیارے دوستو! آج ایک یہی رسالہ ہے۔ جسکے پاس ہمارے پیارے امام حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے لطیف نوٹ۔ اور نظموں کے مجموعہ ہیں۔ اور اسکو آپکے صاحبزادہ صاحب ہی ایڈٹ کرتے ہیں۔

رسالہ تشحیذ الاذہان کسی ذاتی اغراض کے لیئے نہیں ہے بلکہ یہ **قومی** رسالہ ہے۔ اس لیئے احباب اسکی طرف جسقدر توجہ فرمائیں وہ کم ہے۔ میں اسوقت یہ رسالہ آپکی خدمت میں پیش کرکے ملتجی ہوں کہ جطرح سے ہو سکے۔ اسکی مدد فرمائیں۔ جو احباب خریدار نہیں ہیں۔ وہ خریداری منظور فرمائیں۔ اور جو خریدار ہیں۔ وہ اور خریدار بہم پہنچانیکی کوشش کریں۔ میں انجمن تشحیذ الاذہان کے ممبروں کی خدمت میں بالخصوص عرض کرتا ہوں۔ کہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ والسلام۔ (مینجر رسالہ ہذا)

(انوار احمدیہ مشین پریس میں چھپا)